قانون سازی پر نظر

عورت پبلیکیشن
اینڈ انفارمیشن
سروس فاؤنڈیشن

بانی ادارت: شہلا ضیاء
سرپرستِ اعلیٰ: نگار احمد

خواتین دشمن رواجات سے تحفظ (فوجداری قانون ترمیم) بل 2011 کا تنقیدی جائزہ

دونیا عزیز کے پرائیویٹ ممبر بل کو قومی اسمبلی سے متفقہ حمایت ملی

تحریر: ملیحہ ضیاء لاری

پاکستان کی قومی اسمبلی کی جانب سے خواتین دشمن رواجات سے تحفظ (فوجداری قانون ترمیم) ایکٹ 2011ء 15 دسمبر 2011ء کو عورتوں کے حقوق کی تحریکوں اور ڈاکٹر دونیا عزیز (پاکستان مسلم لیگ۔ قائد) کی سرکردگی میں بل کے محرکین کی جانب سے بھرپور کاوشوں اور وکالت کے بعد منظور کیا گیا تھا۔

عورتوں کے حقوق کی تحریکوں کی جانب سے برس ہا برس سے 'منفی رسومات' کے نام سے کئے جانے والے سنگین جرائم کو منظر عام پر لانے کی جدوجہد کی جاتی رہی ہے۔ عورتوں کے حقوق کی تحریکوں نے پاکستان مسلم لیگ۔ قائد کے اراکین جنہوں نے اس ایکٹ کو قومی اسمبلی میں متعارف کرایا کے ساتھ اظہار مسرت میں شریک ہوئیں۔

قومی اسمبلی سے بل کی منظوری کے بعد بل کی دفعات کے اثرات ونتائج کے حوالہ سے کافی بحث ومباحثہ ہوتا چلا آیا ہے کہ اس میں کیا شامل ہے اور کیا موجود نہیں ہے۔ ان دفعات کو سمجھنا نا صرف قانون کی تنقیدی جائزہ کے لئے بلکہ بل کی مخالفت میں کمی کے لئے اراکین سینٹ اور دوسرے متعلقہ حلقوں میں وکالت کے مقصد کے لئے بھی ضروری ہے۔

بل 2011ء کی دفعات کو ذیل میں دیئے حاشیوں میں ہر دفعہ کی مختصر توجیہہ ووضاحت کے ساتھ از سرنو پیش کیا جا رہا ہے:

ایک بل

جو عورتوں کے استحصال اور ان کے خلاف امتیازی سلوک کا باعث بننے والے بعض روایات کی ممانعت کرتا ہے۔

لہٰذا اس کا مقصد عورتوں کے استحصال اور ان کے خلاف امتیازی سلوک کو ممنوع کرنا ہے۔

اور لہٰذا بعض قانونی دفعات کی غلط تشریحات سے پیدا ہونے والے ابہامات کی وضاحت ضروری ہے۔

وضاحت:

اس قانون سازی کا مقصد ایسے روایات کو غیر قانونی قرار دینا ہے جو 'منفی رسومات' کے نام پر کئے جانے والے جرم ہیں۔ یہ منفی رسومات خصوصیت کے ساتھ عورتوں کے خلاف انہیں اپنے تسلط میں رکھنے، ان کے خلاف امتیاز بنیادی حقوق سلب کرنے اور انہیں مرضی کے تابع چلانے کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ ان ''روایات' کو معاشرے کی جانب سے بھی مستقلاً قبولیت حاصل ہوتی ہے بلکہ نام نہاد رہنماؤں کی طرف سے بھی سراہا جاتا ہے جو دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ اور کئی دوسرے جرائم ''منفی رسومات' ہیں اور انہیں مجرمانہ نہیں سمجھا جانا چاہیے۔ قانون کو ان منفی رسومات کو ''جرم' ماننے سے گریز اور ان کا ارتکاب کرنے والوں کو کھلی چھٹی دینے کے لئے مسلسل من مانا استعمال کیا جاتا رہا ہے۔

قومی اسمبلی کے ذریعہ اس قانون سازی کے منظور ہونے سے سب سے بڑی کامیابی منتخب نمائندوں اور ملک کے رہنما تصور ہونے والوں کی جانب سے یہ تسلیم کیا جانا ہے کہ ''منفی رسومات' کی آڑ میں عورتوں کے خلاف کئے جانے والے جرائم اصل میں جرائم ہی ہیں ان مکروہ جرائم کی سماجی ممانعت اور ان کی بیخ کنی کی جانب یہ پہلا قدم ہے۔

قومی اسمبلی کی جانب سے منظور کئے جانے کے بعد ۹۰ روز کے اندر بل کا سینٹ سے منظور ہونا ضروری ہے۔ اس کے بعد ہی یہ بل ملک کا قانون بن سکے گا اور اس کے ذریعہ عورتوں کی جدوجہد اور عورتوں کے خلاف امتیازی سلوک کے خاتمہ کے ساتھ حکومتی اور حزب اختلاف کے اراکین کی وابستگی کا اظہار ہو سکے گا۔

2) دفعہ 310۔اے، 1860ء کے ایکٹ XLV کی تبدیلی:۔

تعزیرات پاکستان کے ضابطہ میں (1860ء کا ایکٹ XLV، جسے اب ضابطہ کہا جائے گا کی دفعہ 310۔اے کے باب XVI میں درج تبدیلی لائی جائے گی:۔

''310۔اے، صلح کے بدلہ کے طور پر، ونی یا سوارا کے طور پر شادی میں دینے کی سزا:۔ جو بھی کسی خاتون کو بدل صلح، ونی یا سوارا یا کسی بھی نام سے کسی دوسری رسم کے تحت کسی دیوانی تنازعہ یا فوجداری جواب دہی کا معاملہ طے کرنے کی غرض سے شادی میں دینے یا شادی کرنے پر مجبور کرے گا اسے قید کی سزا دی جائے گی جو سات سال تک ہو سکتی ہے مگر تین سال سے کم نہیں ہوگی اور اس پر 5 لاکھ روپے جرمانہ بھی واجب الادا ہوگا'

بقیہ اگلے صفحے پر

ممبر قومی اسمبلی ڈاکٹر دونیا عزیز عورت فاؤنڈیشن کی طرف سے اسلام آباد میں اپنے اعزاز میں دیئے گئے استقبالیہ سے خطاب کرتے ہوئے

بل کو بطور ایک عہد آفریں کامیابی سراہا گیا

عورت فاؤنڈیشن سٹاف رپورٹ

اسلام آباد: سول سوسائٹی کے رہنماؤں، وکلاء اور خواتین اراکین پارلیمنٹ ڈاکٹر دونیا عزیز، ممبر قومی اسمبلی پاکستان مسلم لیگ۔ قائد، کو پاکستان میں عورتوں کے خلاف فرسودہ روایات کے خاتمے کے لئے اپنے ایک پرائیویٹ ممبر بل کو قومی اسمبلی سے کامیابی سے منظور کرانے پر زبردست خراج تحسین پیش کیا ہے۔ انہوں نے اس بل کی منظوری کو عورتوں کے مفاد کے لئے تاریخ ساز موقع اور تاریخی کامیابی قرار دیا ہے۔

عورت فاؤنڈیشن کے لیجسلیٹو واچ پروگرام فار ویمن ز ایمپاورمنٹ نے بروز جمعرات بتاریخ سترہ نومبر سال دو ہزار گیارہ کو اسلام آباد میں خواتین دشمن رواجات کا امتناع (فوجداری قانونی ترمیم) ایکٹ 2011 اور اس سے آگے' کی خوشی اور اس بارے معلومات کے تبادلے کے لئے ایک استقبالیہ کا اہتمام کیا۔

ڈاکٹر دونیا عزیز، اس بل کی پیش رو ہونے کے ناطے اس تقریب کی مہمان خصوصی تھیں اور مس انیس ہارون چیئر پرسن قومی کمیشن برائے وقار نسواں، نے اس تقریب کی صدارت فرمائی۔ مقررین میں سینیٹر نیلوفر بختیار، محترمہ طاہرہ عبداللہ، محترمہ ثمر من اللہ، محترمہ ریحانہ ہاشمی، اور محترم نعیم مرزا چیف آپریٹنگ آفیسر عورت فاؤنڈیشن شامل تھے۔ اس موقع پر تمام مقررین نے ڈاکٹر دونیا عزیز کو اس بل کو پیش کرنے، اور پھر اسے قومی اسمبلی سے کامیابی سے منظور کروانے پر زبردست مبارکباد پیش کی۔

ڈاکٹر دونیا عزیز نے اس موقع پر مقررین کی طرف سے اٹھائے گئے تحفظات، نقاط اور تبصروں کا جواب دیتے ہوئے اپنے خطاب میں کہا کہ قومی اسمبلی کے اندر اس کے تمام حمایتی اور سینٹ کی متعلقہ سٹینڈنگ کمیٹی کے ممبران اور ساتھ ہی ساتھ پاکستان مسلم لیگ ق کے سینئر رہنما اس زبردست مبارکباد کے مستحق ہیں کیونکہ ان کی حمایت کے بغیر یہ تاریخ ساز کامیابی ممکن نہ تھی۔

بقیہ صفحہ 3 پر

خواتین دشمن رواجات سے تحفظ (فوجداری قانون ترمیم) بل 2011 کا تنقیدی جائزہ

بقیہ صفحہ 1 سے

وضاحت:

یہ دفعہ بدلِ صلح کی پہلے سے موجود سزا کے علاوہ عورت کو ونی یا سوارا میں دینے کو بھی قابلِ سزا جرم قرار دیتا ہے۔

مجوزہ دفعہ کے تحت کسی جرم کے ارتکاب کے حوالہ سے اس شق کو مختلف ذیلی بنیادی خصوصیات میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

کسی دیوانی تنازعہ یا فوجداری تنازعہ کی موجودگی کے لیے پیشگی شرط ہے۔ اس میں 'نیت مجرمانہ' (Mens Rea) خاصی محدود ہے کیونکہ اسکے تحت ضروری ہے کہ کسی عورت کو دیوانی تنازعہ یا فوجداری تنازعہ کو طے کئے جانے کے واحد مقصد کے لئے شادی میں دیا جائے گا۔ اگر کسی عورت کو اس مقصد کیلئے شادی میں نہیں دیا گیا تو یہ اس سیکشن کے تحت نہیں آئے گا۔

اس دفعہ کا اطلاق بنیادی طور پر ان پر ہوتا ہے جو عورت کو شادی میں 'دیتے ہیں' جو کہ عموماً اس عورت کے خاندان کے ارا کین ہوتے ہیں۔ اس سے ضروری نہیں کہ معاملے میں شامل دوسرے فریقین جو کہ شادی میں سہولت کاری، گواہی دینے والے، دوسرے خاندان کے ارکین اور سب سے اہم دولہا اور اس کے خاندان کے ارا کین جو اس سودا بازی میں وصول کنندہ ہیں کو بھی سزا دی جائے۔

تاہم بعض حالات میں معاملہ کی انفرادی صورت حال میں کوئی بھی شخص جس نے عورت کو ایسی شادی کرنے پر 'مجبور' کیا ہو وہ اس سیکشن کے تحت آ سکتا ہے۔

بلیک کی قانونی لغت کا آٹھواں ایڈیشن 'مجبور' کرنے کو یوں بیان کرتا ہے:

''جبر، دھمکی یا بے پناہ دباؤ ڈالنا'

یہ جبر، دھمکی یا دباؤ کسی بھی شخص کی طرف سے روا رکھا جا سکتا ہے اور ضروری نہیں کہ یہ عورتوں کے خاندان کے ارا کین ہی کی طرف سے ہو۔ یہ بالواسطہ یا بلاواسطہ دونوں طرح کے ہوسکتے ہیں اور اس میں دولہا، دولہے کے خاندان، گاؤں یا خاندان کے بڑے وغیرہ اس سیکشن کے تحت عورت کو ایسی شادی کے لئے 'مجبور' کرنے والوں میں شامل ہوسکتے ہیں۔

اس دفعہ کا سب سے بڑا مسئلہ اس میں تعریف کی عدم موجودگی ہے۔ 'ونی'، 'سوارا' یا حتیٰ کہ 'رواج' یا 'اطوار' کی وضاحت نہ ہونے کی وجہ سے فوجداری قانون میں سقم پایا جاتا ہے۔ عمومی وضاحتیں استعمال کی جاسکتی ہیں تاہم عدالتیں بعض افعال کو اس سیکشن کے تحت لانے میں متامل ہوسکتی ہیں لہٰذا جرم کے مرتکب افراد کے کچھ افعال کی اس ایکٹ کے تحت بطور جرم وضاحت نہ ہونے سے ان کا استثنیٰ جاری رہے گا۔

ایسی شادیوں کو بھی منسوخ یا قابل تنسیخ قرار نہیں دیا گیا۔ یہ بھی ضروری ہے کہ ایسی شادیوں میں آنیوالی عورتوں اور بچوں کو شادی کے عرصے کو دیکھتے ہوئے بحالی وتلافی کی لازمی ادائیگی کی جائے۔

فوجداری قانون یہ بھی قرار دیتا ہے کہ کسی بھی ایسی صورتحال میں جہاں اس امر کا شائبہ بھی موجود ہو کہ آیا کوئی فعل کسی خاص سیکشن کے تحت جرم کی تعریف میں آتا ہو تو فیصلہ ملزم شخص کے حق میں جائے گا۔ سیکشن کی محدودانہ نوعیت اور تعریف کی عدم موجودگی کی وجہ سے احتمال ہے کہ اس سیکشن کے تحت محدودے چند سزائیں سنائی جاسکیں گی۔

3) 1860ء کے ایکٹ XLV میں نئے باب XXA کا اضافہ:۔

ضابطہ میں باب XX کے بعد درج ذیل نئے باب کا اضافہ کیا جائے گا:۔

'باب XXA عورتوں کے خلاف جرائم'

498۔اے: جائیداد کی وراثت کے حصول سے عورت کو روکنے کی ممانعت:۔

جو بھی شخص دھوکا دہی یا غیر قانونی ذرائع سے کسی بھی خاتون کو کسی منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد کی وراثت سے جانشینی کے وقت محروم کرے گا اسے سزائے قید جو دس سال تک ہوسکتی ہے مگر پانچ سال سے کم نہیں ہوگی یا 10 لاکھ روپے جرمانہ یا دونوں کی سزا سنائی جاسکتی ہے۔

498۔بی: جبری شادی کا ممانعت:

جو بھی کسی عورت کو شادی کے لئے زبردستی کرے گا یا کسی بھی طریقہ سے مجبور کرے گا وہ سزائے قید کا مستوجب ہوگا جو دس سال تک ہوسکتی ہے مگر تین سال سے کم نہیں ہوگی اور اس پر پانچ لاکھ روپے جرمانہ بھی عائد ہوگا۔

498۔سی: جو بھی کسی خاتون کو قرآن پاک کے ساتھ شادی پر مجبور یا اس کا انتظام یا اس میں سہولت بہم پہنچائے گا اسے سات سال تک کی سزائے قید جو تین سال سے کم نہیں ہوگی سنائی جائے گی اور اس پر پانچ لاکھ روپے جرمانہ بھی عائد ہوگا۔

وضاحت:۔ کسی خاتون سے قرآن پاک پر باقی ماندہ زندگی کے لئے غیر شادی شدہ رہنے کا حلف یا وراثت میں حصہ نہ لینے کا حلف لینے کو قرآن پاک سے شادی تصور کیا جائے گا۔

وضاحت:

سیکشن 498۔اے کسی خاتون کو جائیداد کی وراثت سے محروم رکھنے سے متعلق ہے۔ بنیادی طور پر اس سیکشن کا مطلب عورتوں کو جائیداد چھین لئے جانے سے تحفظ دینا ہے۔ 'دھوکا دہی' اور 'غیر قانونی' کے الفاظ سیکشن کو محدودانہ بناتے ہیں۔ اس کے معنی ہیں کہ کوئی اور اقدام جو مختلف حالات میں کیا گیا ہو جیسا کہ دباؤ، جذباتی بلیک میل وغیرہ اسے استثنیٰ مل جائے گا۔ لہٰذا وہ حالت جن میں عورتوں کو جذباتی بلیک میل، خاندان کے ارا کین یا کسی دوسری شکل میں دباؤ کے نتیجے میں ایسا کرنے پر مجبور کیا جائے مگر اس میں ''دھوکا دہی' یا 'غیر قانونی اقدام' شامل نہ ہو تو وہ اس سیکشن کے دائرہ اُمور میں نہیں آئے گا۔ یہ قرار دینا شاید زیادہ موثر ہوتا کہ عورتوں کو کسی بھی طرح ان کی وراثت سے محروم نہیں کیا جائے گا۔

مزید برآں 'جانشینی کے آغاز' کے استعمال سے ابہام پیدا ہوسکتا ہے۔ منطقی اعتبار سے قانون سازی سے مراد اسی 'لمحے' سے تھا جب عورت اپنی وراثت کی حقدار بنتی ہے مثلاً اس شخص کی وفات کے فوراً بعد جس کی وراثت اسے حاصل ہوئی ہے۔ تاہم بعض جج حضرات یا عدالتیں جو کارروائی کو غیر موثر کرنے کی خواہاں ہوں اس بات پر اصرار کرسکتے ہیں کہ اس اصطلاح کا مطلب وہ لمحہ ہے جب جانشینی اور وراثت کے لئے درخواست دائر کی گئی ہے۔

جہاں اس سیکشن کے پیچھے نیک نیتی کارفرما ہے۔ وہاں یہ سوالات بھی کھڑے ہوتے ہیں کہ اس پر موثر عمل درآمد کیسے کیا جائے حتیٰ کہ عورت کے وکلاء کے لئے بھی۔ مزید برآں، عورت کے وراثت کی بحالی کے حق کو بھی بہرصورت اُجاگر کیا جائے۔

سیکشن 498۔بی جبری شادیوں سے متعلق ہے۔ اپنی روح میں یہ سیکشن جوازاً سیکشن 310۔اے کی دفعات کو شامل کرسکتا ہے۔ بلیک کی قانونی لغت کا آٹھواں ایڈیشن 'جبر' کو اس طرح بیان کرتا ہے:

'طاقت یا دھمکی سے مجبور کرنا'

چونکہ سیکشن محدودانہ نہیں ہے تو کوئی بھی شخص عورت کو مجبور کرنے یا جبر کرنے میں حصہ ادا کررہا ہو اسے اس سیکشن کے تحت قابل محاسبہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ اپنی روح میں یہ سیکشن جبری شادیوں کی تمام مختلف صورتوں سے متعلق ہے جو تمام مقاصد جن میں بچوں کی شادیاں، زمین کے لئے شادیاں، تنازعہ طے کرنے اور جبری تبدیلی مذہب کے لئے شادیاں وغیرہ شامل ہیں۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ اس سیکشن کے تحت 'مجبور کرنے' یا 'جبر کرنے' کے علاوہ کوئی پیشگی مطلوبہ شرائط موجود نہیں ہیں۔

ایک مسئلہ جو پیدا ہوسکتا ہے وہ یہ ہے کہ اس سیکشن میں زیادہ سے زیادہ سزا دس سال ہے جبکہ سیکشن 310۔اے میں زیادہ سے زیادہ سزا سات سال ہے۔ اس کے نتیجہ میں اس سیکشن کی بجائے سیکشن 310۔اے کا اطلاق ہوسکتا ہے کیونکہ مذکورہ سیکشن کے تحت کم سزا کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔

اس سیکشن کے حوالہ سے ایک اور بڑا مسئلہ یہ ہے کہ یہ ملوث لوگوں کو سزا تو دلوا سکتا ہے مگر وہ ایسی شادی کو منسوخ وغیرہ قرار نہیں دیتا اور نہ ہی عورت کو تحفظ مہیا کرتا ہے یہاں تک کہ شادی کے عرصہ پر انحصار کرتے ہوئے عورت کو مالیاتی زرتلافی یا بحالی کا تحفظ بھی نہیں دیتا۔ 'خلع' مانگنا اس کا کافی حل نہیں۔ ایسی شادی کو منسوخ یا قابل تنسیخ قرار دینے سے خاتون کو وقار سے یہ کہنے کی اجازت مل جاتی ہے کہ یہ 'شادی' نہیں تھی کیونکہ 'شادی' صرف دلہن کی مرضی سے ہی جائز اور قانونی ہوتی ہے۔

سیکشن 498۔سی عورت کی قرآن سے شادی کے انتہائی عام معاملہ کا احاطہ کرتا ہے جو عموماً جائیداد کی وجہ سے ہوتا ہے جیسا کہ خاتون کی وراثت میں آنے والی جائیداد خاندان کے اندر ہی رکھنا مثلاً باہر کے کسی شخص سے شادی کی وجہ سے 'خاندان' کی جائیداد سے محروم نہ ہونا۔

یہ ایک سنگین معاملہ ہے اور 'قرآن سے شادی' کی مزید تعریف مہیا کی گئی ہے۔ امکان غالب ہے کہ اس سیکشن کے تحت واقعات رپورٹ ہونے اور نفاذ سے اغماض برتے جائے گا تاہم توقع کی جاتی ہے کہ حکومت اور عدلیہ اس قانون کے اسی کی حقیقی روح کے مطابق نفاذ کیلئے اقدامات کریں گے۔

4) سیکشن 402ڈی ایکٹ v1898 کی شمولیت

ضابطہ فوجداری (1898ء کے ایکٹ) جسے یہاں 'ضابطہ' کیا جائے گا، میں سیکشن 402۔سی کے بعد درج ذیل نئے سیکشن کو شامل کیا جائے گا:

402۔ڈی: عصمت دری کے مقدمات میں صوبائی حکومت مداخلت نہیں کرے گی۔

سیکشن 401، 402 اور 402۔بی میں درج کسی بھی چیز کے قطع نظر صوبائی حکومت ضابطہ تعزیرات پاکستان (1860ء کے ایکٹ XLV، کے سیکشن 376 کے تحت دی گئی کسی سزا کو معطل، منتقل یا کم نہیں کرے گی۔

وضاحت:

یہ سیکشن اس بل کے تحت دی گئی سزاؤں میں مداخلت کے صوبائی حکومت کے اختیار کو ختم کرتا ہے۔ بلیک کی قانونی لغت کے آٹھویں ایڈیشن میں مداخلت کی مختلف صورتوں کی تشریح کی گئی ہے:

معطل:

'دخل دینا، ملتوی کرنا، التواء میں ڈالنا: عارضی طور پر (کسی شخص کو) کسی اُمور کی انجام دہی، دفتر سنبھالنے، ملازمت کرنے یا کسی حق یا استحقاق کے استعمال سے روکنا''

تخفیف:

''معافی دینا یا معاف کرنا: تخفیف یا نرمی کرنا، کمی کرنا: کسی دوسری مجاز (کسی مسئلہ پر فیصلہ کے لئے) حیثیت کی جانب ارسال کرنا خصوصاً ماتحت عدالت کو واپس (کوئی مقدمہ) بھیجنا'' صوبائی حکومتوں کو منتقلی اختیارات کے باوجود یہ حیثیت برقرار رکھی گئی ہے۔ یہ امر ملحوظ رہنا ضروری ہے کہ اس کا مطلب ہے کہ وفاقی حکومت تسلیم کرتی ہے کہ یہ جرائم قومی نوعیت کے ہیں اور اس شناخت اور اہمیت کے لائق ہیں۔

بقیہ اگلے صفحے پر

خواتین دشمن رواجات سے تحفظ (فوجداری قانون ترمیم) بل 2011 کا تنقیدی جائزہ

بقیہ صفحہ 2 سے

5-1898 کے ایکٹ V کے جدول II میں ترمیم:۔اس ضابطے کے جدول II، (i) سیکشن 310۔اے کیلئے، کالم 1 میں اور کالم 2 اور 8 کے مندرجات میں مندرجہ ذیل تبدیل کئے جائیں۔بالخصوص:

1	2	3	4	5	6	7	8
310اے	کسی خاتون کو جبری شادی یا دوسری صورت میں بدل صلح، ونی یا سوارا میں دینا	وارنٹ کے بغیر گرفتار نہیں کیا جائے گا۔	وارنٹ	ناقابل ضمانت	ناقابل راضی نامہ	سزائے قید جو سات سال تک ہو سکتی ہے مگر تین سال سے کم نہیں ہوگی، اور 5 لاکھ روپے جرمانہ	سیشن کورٹ یا مجسٹریٹ درجہ اوّل

II) سیکشن 498 کے بعد کالم (1) اور کالم (2) سے (8) کے مندرجات میں درج ذیل کا اضافہ کیا جائے گا بالخصوص:۔

1	2	3	4	5	6	7	8
498اے	خاتون کو جائیداد کی وراثت سے محروم کرنے کی ممانعت	وارنٹ کے بغیر گرفتار نہیں جائے گا	وارنٹ	ناقابل ضمانت	ناقابل راضی نامہ	قید جو دس سال تک ہو سکتی ہے مگر پانچ سال سے کم نہیں ہوگی، یا پانچ لاکھ روپے جرمانہ یا دونوں	سیشن عدالتیں
498بی	جبری شادی کی ممانعت	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	پانچ لاکھ روپے جرمانہ کے ساتھ قید کی سزا جو سات سال تک ہو سکتی ہے مگر تین سال سے کم نہیں ہوگی	سیشن عدالتیں یا مجسٹریٹ درجہ اوّل
498سی	قرآن سے شادی کی ممانعت	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً	پانچ لاکھ روپے تک جرمانہ کے ساتھ قید جو سات سال تک ہو سکتی ہے مگر تین سال سے کم نہیں ہوگی	ایضاً

وضاحت:

2011ء کی قانون سازی اپنی تشریحات میں آنے والے جرائم کو رپورٹ کرنے کے کسی خصوصی طریقوں کو بیان نہیں کرتی۔لہٰذا پاکستان کے فوجداری نظام قانون کی موجودہ عمومی دفعات اور ضابطوں کا اطلاق ہوگا۔ پاکستانی فوجداری نظام قانون کی سست رُو، تاخیری اور دقت طلب نوعیت کے پیشِ نظر یہ امر مسائل کا باعث ہو سکتا ہے۔اس قانون سازی کے تحت شناخت کئے جانے والے معاملات اکثر فوری نوعیت کے ہوتے ہیں اور ایسے کیسوں سے نمٹتے وقت خصوصی ضابطوں کی تشکیل اور وقت کی حد مقررہ کا قیام خوش آئند ہوگا۔

اُوپر دیئے گئے جدول سے ظاہر ہوتا ہے کہ تبدیلیوں کی رُو سے اس سیکشن میں آنے والے تمام جرائم ناقابل ضمانت اور ناقابل راضی نامہ ہیں۔اس کا مطلب ہے کہ ملزم کو ضمانت پر رہائی نہیں ملے گی۔بلیک کی قانونی لغت کا آٹھواں ایڈیشن 'راضی نامہ' کو یوں بیان کرتا ہے:

"کسی مسئلے خصوصاً قرض کو کسی دوسری ذمہ داری کے بدلہ میں رقم کی ادائیگی کرتے ہوئے معاہدہ کے ذریعہ طے کرلیا: (کسی جرم) پر عدالتی و قانونی کارروائی نہ کرنے پر غور کیلئے آمادگی'

اس کا مطلب یہ ہے کہ جرم پر رقم کی ادائیگی کے بدلہ سمجھوتہ نہیں کیا جا سکتا۔قانون میں یہ انتہائی خوش آئند اضافہ ہے۔اکثر اوقات عورتوں سے تعلق رکھنے والے جرائم میں مرتب افراد عدم پیروی یا اسی وقت کیس واپس لے لینے کے بدلے پیسے دے دیتے ہیں۔

حاصل بحث:

یہ ادراک اہم ہے کہ اس قانون سازی کے حوالہ سے ابھی خاطر خواہ کام نہیں کیا گیا۔اس عمل میں شامل خواتین اراکین پارلیمنٹ اور عورتوں کے حقوق کی تحریکوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس بل کی منظوری کے لئے سینٹ میں پیروکاری شروع کر دیں اور ایک اور اہم بل کو غیر موثر نہ ہونے دیں جیسا کہ ماضی میں کئی دیگر اہم بل ہو چکے ہیں جیسا کہ گھریلو تشدد کا بل 2009ء۔

ایک بار قانون بن جانے کے بعد قومی اسمبلی میں قواعد کے ایک مجموعہ کو متعارف کیا جانا ضروری ہو سکتا ہے جو موجودہ قانون سازی میں رہ جانے والے سقم دور کرنے کے لئے ترامیم نہیں کر سکے۔

بل کے بہت سے مخالفین جو اس کی کمزوریوں کو اُجاگر اور اس کے نفاذ میں حائل دشواریوں کی باتیں کرتے ہیں۔تاہم اس امر کا اعادہ ضروری ہے کہ ایسے افعال کو قومی اسمبلی کی جانب سے مجرمانہ تسلیم کیا جانا ایک بڑی سماجی کامیابی ہے۔قانون کی سینٹ سے منظوری ایک قانونی کامیابی ہوگی۔نفاذ سے متعلق سوالات اور خدشات ایک قومی معاملہ ہے جو تقریباً تمام قوانین، بالخصوص عورتوں کے بارے میں قوانین، کے ساتھ پیش آتا ہے۔تاہم نفاذ سے متعلق مسائل کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ قانون منظور نہیں ہونا چاہیے۔درحقیقت اس کا مطلب یہ ہے کہ اس قانون کا منظور ہونا ضروری ہے تاکہ ہم اس کے صحیح اور شفاف نفاذ پر کام کر سکیں۔

اسی اثناء میں اس عظیم کامیابی اور خواتین اراکین پارلیمنٹ، اس کام میں شامل ان کے مرد حمایت کنندگان اور عورتوں کے حقوق کی تحریک کے سرگرم کارکنوں کی داد و تحسین ضروری ہے مگر اس احساس کے ساتھ کہ بہت سا کام کیا جانا ابھی باقی ہے۔

(مضمون نگار پیشہ کے اعتبار سے وکیل اور عورتوں کے قانونی حقوق پر اور بین الاقوامی اداروں کی قانونی ماہر ہیں)

بل کو بطور ایک عہد آفریں کامیابی سراہا گیا

بقیہ صفحہ 1 سے

"ہمیں مختلف مراحل پر بہت سارے حلقوں کی طرف سے بڑی مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا لیکن حقیقت ہے کہ سب نے آخر میں اس کی حمایت کی جسے منتخب اراکین کی سوچ میں سمندر جتنی وسیع تبدیلی سمجھنا چاہیے۔یہ ایک مثبت علامت ہے، ڈاکٹر دونیا عزیز نے مزید کہا۔ان کا کہنا تھا چونکہ ہر کسی نے اس بل کی حمایت کی لہٰذا وہ اس بل کی کامیابی کو عورتوں کے حقوق کے علمبرداروں (ایکٹی وسٹس) کے نام کرتی ہیں۔کیونکہ انھوں نے ان مقاصد کے حصول کے لئے بہت عرصہ پہلے جدوجہد شروع کی جب وہ کنڈرگارٹن میں تھیں۔

انہوں نے کہا کہ سینیٹرز اور سول سوسائٹی کی طرف سے تجویز کردہ ہر قسم کی ترمیم کو خوش آمدید کہا جانا چاہیئے۔تاہم کسی رکاوٹ کے بغیر اس بل کو سینٹ سے اسی شکل میں منظور ہونا چاہیئے۔ایک دفعہ جب یہ قانون بن جائیگا تو پھر اس میں ترامیم کی جا سکیں گی تاکہ اسے قانون سازی کا ایک مکمل باب بنایا جا سکے۔

مس انیس ہارون نے اس بل کی کامیابی کو سراہا اور اسے عورتوں کی خود مختاری کے لئے تاریخ ساز قرار دیا۔انھوں نے کہا کہ نتیجتاً اس بل کی وجہ سے عورتوں کے خلاف تشدد کا خاتمہ ہوگا۔عورتوں کے حقوق کی علمبردار تنظیموں اور پرعزم کارکنوں نے اس طرح کی قانون سازی کیلئے کئی دہائیوں سے جدوجہد کی۔اس موقع پر انہوں نے سینٹ سے اس بل کی منظوری کے لئے مکمل حمایت کا یقین بھی دلایا۔

سینیٹر نیلوفر بختیار نے اپنے خطاب میں یقین دہانی کرائی کہ وہ سینٹ سے اس بل کی منظوری کے لئے نہ صرف خود حمایت کریں گی بلکہ دوسرے اراکین سینٹ سے اس بل کی حمایت کو یقینی بنانے کیلئے مرکزی کردار ادا کریں گی۔کچھ مقررین کی آراء، کہ اس بل کے اندر موجود خامیاں سینٹ میں دور ہو جائیں گی، کے حوالے سے اپنا نقطہ نظر بیان کرتے ہوئے انھوں نے کہا کہ اگر سینٹ کے اندر اس بل میں مزید ترامیم کی گئیں تو پھر منظوری کے لئے اس بل کو پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس میں پیش کرنا ہوگا جس کی وجہ سے اس بل کی منظوری میں مزید تاخیر ہوگی۔

محترمہ طاہرہ عبداللہ نے اس بل کی مدرجات پر اپنا تجزیہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ اگرچہ بل کی کامیابی قابل تعریف ہے تاہم اس میں بہت ساری خامیاں موجود ہیں جب یہ بل سینٹ میں پیش ہوگا تو ان کی وہاں پر درستگی کی جانی چاہیئے۔انھوں نے کہا کہ 1898 کے ایکٹ V کو موثر بنانے کیلئے اس کے شیڈول دو اور کالم آٹھ میں 'یا' کو 'اور' سے تبدیل کیا جائے۔انہوں نے اپنے تحفظات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ کیا فرسٹ کلاس مجسٹریٹ درجہ اول کے پاس مجرمان کو جرمانہ اور قید کی سزا دینے کا اختیار ہوگا۔

اس تقریب کے دوران انسانی حقوق کی سرگرم رکن محترمہ ثمر من اللہ نے بل کی منظوری پر اپنی آراء کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ جب یہ بل سینٹ میں پیش ہوگا تو پھر وہاں پر یہ انتہائی ضروری ہوگا کہ اس میں 'سنگ چٹی' جو کہ ونی اور سوارا کی طرح شادی کی ایک قسم ہے' اس کو بھی قابل سزا جرم قرار دیا جائے۔

محترمہ ریحانہ ہاشمی ، ایگزیکٹو ڈائریکٹر سسٹرز ٹرسٹ ، نے عورتوں کے حقوق کو اہمیت دینے اور اس بل کی حمایت کرنے پر حکومت کی تعریف کی۔انہوں نے یہ بھی کہا کہ اب یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس بل کو سینٹ سے بھی منظور کرائے۔ان کا کہنا تھا کہ حکومت اور عدلیہ کی طرف سے اس بل پر بہتر انداز میں عملدرآمد کرانے کے لئے حکمت عملی وضع کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب محسن اختر کیانی ایڈووکیٹ نے کہا کہ کسی بھی قانون میں ونی اور سوارا کی وضاحت نہیں کی گئی ہے (نہ پی پی سی میں اور نہ ہی اس بل میں) لہٰذا یہ انتہائی احسن قدم ہوگا اگر یہاں پر ان کی واضح تعریف کردی جائے۔سیکشن 498اے کا حوالہ دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ جن عورتوں کو اب تک ان کی جائیداد اور وراثتی حقوق سے محروم رکھا گیا، اس قانون کے تحت، انکی وراثتی حقوق کے عدالتی تعین کے ان کو ان کے حقوق اور جائدادیں ضرور واپس کی جائیں کیونکہ وراثت پر ان کے حقوق ثابت ہو گئے ہیں۔

انہوں نے مزید کہا کہ سیکشن 498بی کے مطابق جبری شادی کرانے والوں کے ساتھ ساتھ ان کے سہولت کاروں کو بھی بطور گواہان ضرور شامل کیا جائے، مثال کے طور پر نکاح رجسٹرار، اور اس کے ساتھ ساتھ جبری شادی کو کالعدم قرار دیا جائے۔متاثرہ /عورت/بچہ کے نان نفقہ اور شادی کے عرصے سے متعلق دوسرے حقوق برقرار رہیں گے۔

اس موقع پر نعیم مرزا، چیف آپریٹنگ آفیسر، عورت فاؤنڈیشن، نے کہا کہ سینٹ میں پہلے سے عورتوں کے حقوق کے دو اہم بل حالیہ کچھ عرصہ سے رُکے ہوئے ہیں، اس لئے سول سوسائٹی اور عورتوں کے حقوق کی علمبردار تنظیموں اور کارکنوں کو تشویش ہے کہ کہیں اس بل کے ساتھ بھی ایسا نہ ہو۔ ہم تمام امید کرتے ہیں کہ سینٹ اس بل کو قانون بنانے کے لئے منظور کر لے گی۔اگر سینٹ اس بل کو روک لیتی ہے تو سول سوسائٹی کے پاس پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے دھرنا دینے کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ نہیں ہوگا۔

خواتین اراکین پارلیمنٹ نے قابل جیت عام نشستوں پر عورتوں کے لئے دس فیصد پارٹی کوٹے کے مطالبے پر اتفاق کرلیا

سیاسی جماعتوں، قانون سازاداروں، حکومتی اداروں اور سول سوسائٹی کے نمائندے، ویمن پارلیمنٹری کاکس کی طرف سے اسلام آباد میں بلائی گئی گول میز کانفرنس کے دوران گروپ فوٹو

عورت فاؤنڈیشن رپورٹ

اسلام آباد: خواتین اراکین پارلیمنٹ اور سیاسی جماعتوں کی پارٹی رہنماؤں نے اگلے انتخاب سے پہلے قابل جیت عام سیٹوں پر دس فیصد پارٹی ٹکٹ خواتین کو جاری کرنے کے حوالے سے اپنی اپنی سیاسی جماعتوں کے درمیان اتفاق رائے پیدا کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ یہ مطالبہ خواتین اراکین پارلیمنٹ کی طرف سے گول میز کانفرنس کے اختتام پر ایک اعلامیے کی شکل میں سامنے آیا جو سیاست اور قانون سازی کے عمل میں خواتین کی شمولیت کو مضبوط کرنے کے حوالے سے 29 ستمبر، 2011 کو ویمن پارلیمنٹری کاکس (ڈبلیو پی سی) نے منعقد کی۔

ڈبلیو پی سی کی طرف سے کانفرنس کے اختتام پر جاری کردہ ڈیکلریشن کے مطابق سیاسی پارٹیوں کے رہنماؤں اور اراکین پارلیمنٹ نے سیاسی جماعتوں کے ساتھ قانون ساز اسمبلیوں میں عورتوں کی نمائندگی کو مضبوط بنانے کے لئے مختلف انداز میں مذاکرات کرنے کی خواہش کا اظہار کیا ہے۔

سیاسی جماعتوں بشمول پاکستان پیپلز پارٹی پارلیمنٹریز، پاکستان مسلم لیگ (نواز)، عوامی نیشنل پارٹی، پاکستان مسلم لیگ (قائد)، متحدہ قومی موومنٹ، پاکستان پیپلز پارٹی (شیر پاؤ)، بلوچستان نیشنل پارٹی، پاکستان مسلم لیگ (فنکشنل) کے رہنما اس تقریب میں موجود تھے۔ پارلیمانی سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں کے ساتھ ساتھ قومی اور چاروں صوبائی اسمبلیوں کے اراکین بشمول ایم این اے یاسمین رحمان، سیکرٹری جنرل عوامی نیشنل پارٹی احسان وائیں، بشریٰ گوہر، آسیہ ناصر، تسنیم صدیقی، صدر ویمن ونگ پاکستان مسلم لیگ (قائد) فرخ خان، ممبر قومی اسمبلی احسن اقبال، ممبر قومی اسمبلی نوشاط صادق، غزالہ گولہ وزیر بلوچستان، ڈپٹی سپیکر آزاد جموں وکشمیر، سینیٹر سعیدہ اقبال، سینیٹر فرح عاقل، شاہین ڈار، ممبر صوبائی اسمبلی شمع مٹھانی، نرگس فیض، جبکہ گلگت بلتستان سے ممبر صوبائی اسمبلی اور آزاد جموں کشمیر سے بھی مختلف نمائندگان اس تقریب میں شریک ہوئے۔ ڈپٹی چیرمین سینٹ میر جان محمد جمالی اس تقریب کے مہمان خصوصی تھے۔

اپنے خطاب میں میر جان محمد جمالی نے قانون سازی کے عمل میں عورتوں کے معنوی کردار کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ انہوں نے پائیدار ترقی کے حصول کے ساتھ ساتھ سیاست اور فیصلہ سازی کے میدان میں عورتوں کے کردار کی افادیت کو تسلیم کیا اور قانون ساز اسمبلیوں میں خواتین کو 33 فیصد نمائیندگی دینے کی سفارش کی۔

نفیسہ شاہ ممبر قومی اسمبلی اور سیکرٹری جنرل ڈبلیو پی سی، نے اپنے خطاب میں حالیہ چند برسوں کے دوران خواتین کی طرف سے قانون سازی کے عمل میں بھرپور کردار ادا کرنے کا حوالہ دیا اور سپیکر فہمیدہ مرزا کے کردار کی تعریف کی۔ انہوں نے اس موقع پر سفارش کی کہ سیاسی جماعتوں کو چاہیئے کہ وہ عورتوں کی قانون سازی کے عمل میں شرکت کو مزید شفاف اور موئثر بنانے کے ساتھ انھیں سیاسی میدان میں بھی خودمختار بنائیں۔

اس موقع پر تمام سیاسی جماعتوں نے اس عزم کا ظہار کیا کہ وہ قومی اسمبلی، سینٹ اور صوبائی اسمبلیوں میں خواتین کی مخصوص سیٹوں کا نہ صرف دفاع کریں گے بلکہ انھیں محفوظ بھی بنائیں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے اس عزم کا بھی اعادہ کیا کہ وہ اپنی جماعتوں کے اندر عورتوں کی قانون سازی، سیاسی میدان اور فیصلہ سازی کی ہر سطح پر نمائندگی کو بڑھائیں گے اور اسے مضبوط بنائیں گے۔

احسن اقبال سیکرٹی جنرل پاکستان مسلم لیگ (نواز) نے اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ میں ترامیم کی جانی چاہیں انہوں نے سیاسی جماعت کے لئے عام سیٹوں پر عورتوں کی ایک تہائی نمائندگی کو لازمی قرار دینے کی سفارش بھی کی۔

انھوں نے کہا کہ پانچ بڑے عوامل جو عورتوں کو اگلی سطح کی سیاست میں داخل ہونے سے روکنے کا باعث بنتے ہیں میں معاشی شرکت، تعلیم کا حصول اور کامیابیاں، غربت، صحت، سیاسی خودمختاری، سماجی عظمت اور انصاف کا حصول شامل ہیں۔

ممبر قومی اسمبلی یاسمین رحمان نے پاکستان پیپلز پارٹی کی نمائندگی کرتے ہوئے کہا کہ پہلی خاتون وزیر اعظم، سپیکر قومی اسمبلی، اور ڈپٹی سپیکر صوبائی اسمبلی کا تعلق پی پی پی سے تھا۔ جو کہ پارٹی کے منشور کے مطابق واضح طور پر عورتوں کو آگے بڑھانے اور انھیں خودمختار بنانے کے لئے کافی ہے۔

حیدر عباس رضوی (متحدہ قومی موومنٹ) نے اس تقریب کے دوران تجویز دی کہ سینٹ میں عورتوں کی تعداد بڑھانے کے لئے ٹیکنوکریٹ کی سیٹوں میں اضافہ کیا جانا چاہیئے۔

انیسہ زیب طاہر خیلی (پاکستان پیپلز پارٹی شیر پاؤ) کا کہنا تھا کہ مخصوص سیٹوں کی خواتین اراکین پالیمنٹ کی تربیت کی جانی چاہیئے۔ انہوں نے مخصوص سیٹوں کی خواتین ارکان کو کامبینہ میں زیادہ نمائیدگی دینے اور ان کے لئے مخصوص فنڈز کی فراہمی کی خواہش کا اظہار بھی کیا۔

الیکشن کمیشن آف پاکستان کی افسران، سول سوسائٹی کی تنظیموں کی نمائندوں بشمول نعیم مرزا اور ڈاکٹر فرزانہ باری نے مختلف قانونی پہلوؤں مثلاً انتخابات میں شرکت، دنیا کے دوسرے ملکوں، میں کوٹہ سسٹم اور اس حوالے سے اچھی مثالیں وغیرہ پر اپنی آراء کے ساتھ ساتھ عورتوں کی موجودہ نشستوں کو موثر بنانے کے حوالے سے انتخابات کے مختلف طریقہ کار پر روشنی ڈالی۔

ویمن پارلیمنٹری کاکس کا اعلامیہ

ہم، بلوچستان، خیبر پختونخواہ، پنجاب، سندھ، گلگت بلتستان کی صوبائی اسمبلیوں کی خواتین اور آزاد جموں وکشمیر اراکین، سیاسی جماعتوں کے رہنماء جو ایک روزہ گول میز کانفرنس جو کہ سیاست اور قانون سازی کے عمل میں خواتین کی نمائندگی کو بڑھانا، کے عنوان سے ویمن پارلیمنٹیری کاکس نے بروز جمعرات، 29 ستمبر 2011 کو اسلام آباد میں منعقد کی، میں شریک تھیں، مندرجہ ذیل اعلامیہ منظور کرتی ہیں۔

یاد کرتے ہوئے کہ:

پاکستان کا آئین خواتین کو برابر حقوق دیتا ہیں اور ہر قسم کے امتیاز کو مسترد کرتا ہے اور آرٹیکل 24، 34، 35 اور 37 کے زندگی کے تمام شعبوں میں انکی بھرپور شمولیت کی بات کرتا ہے۔

مزید یاد کرنا کہ:

حکومت پاکستان کی ملکی اور عالمی یقین دہانیاں، بشمول قومی پالیسی برائے ترقی وبااختیاری خواتین 2002، خواتین کیخلاف تمام قسم کے امتیازی سلوک کے خاتمے کا معاہدہ اور معاشرتی اور سیاسی حقوق کا عالمی معاہدہ (آئی سی سی پی آر) خواتین کو سیاست اور عام زندگی کے برابر مواقعوں کو بنیادی انسانی حقوق، جمہوریت، پائیدار ترقی اور انسانی تحفظ سے جوڑتے ہیں۔

خراج تحسین پیش کرتے ہوئے ان تمام خواتین سیاستدان شخصیات کو بالخصوص محترمہ فاطمہ جناح، محترمہ رانا لیاقت علی اور شہید محترمہ بےنظیر بھٹو جنھوں نے اپنی روزمرہ اور سیاسی زندگی ایسی قابل مثال جرت مندی سے گزاری ہے کہ جس سے ہماری سماجی اور معاشرتی زندگیوں پر اچھے اثرات پڑے اور پاکستان کے اندر خواتین میں احساس اعتماد اور خودمختاری پیدا کی۔

تسلیم کرتے ہوئے کہ:

اسمبلیوں کے اندر خواتین کا 17 فیصد حصہ اور سینٹ میں سترہ نشستیں جو کہ آئین کے آرٹیکل 51 اور 59 میں دی گئی ہیں خواتین کی سیاست میں بااختیاری کے لئے ایک بہت اہم قدم ہے۔

اعتراف کرتے ہوئے کہ:

حالیہ چند برسوں کے دوران قانون سازی کے عمل میں خواتین اراکین پارلیمنٹ اور اراکین صوبائی اسمبلیوں کی شاندار کارکردگی قانون سازی کے عمل میں خواتین قانون سازوں کے معنی خیز کردار کا ثبوت ہے اور جس نے کہ پاکستان میں جمہوریت کو مزید تقویت دی ہے۔

ہم خواتین اراکین پارلیمنٹ اور سیاسی جماعتوں کے نمائندگان اس گول میز کانفرنس میں اعادہ کرتے ہیں کہ ہم:

☆ قومی اسمبلی، سینٹ اور صوبائی اسمبلیوں میں خواتین کیلئے مخصوص نشستوں کے دفاع اور ان کو محفوظ بنانے کے لئے پرعزم ہیں۔

☆ ہم مزید پرعزم ہیں کہ اپنی جماعتوں کے اندر اور منتخب نمائندوں کے ساتھ خواتین کی قانون سازی کے عمل، سیاسی میدان اور فیصلہ سازی کی ہر سطح پر نمائیندگی کو بڑھائیں گے اور اسے مضبوط بنائیں گے اور اس بات کا بھی جائزہ لیں گے کہ انتخاب کا نظام کس طرح مزید جمہوری اور شفاف بنایا جاسکتا ہے اور عورتوں کی سیاست کے میدان میں ہر سطح پر فیصلہ سازی میں نمائندگی ہو۔

☆ سیاسی جماعتوں کے درمیان پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ میں ترامیم پر اتفاق رائے کا حصول تاکہ خواتین کو اگلے انتخاب سے پہلے سیاست کے مرکزی دھارے میں شامل کرانے کے لئے قابل جیت جنرل نشستوں پر لازمی دس فیصد دیا جائے۔

عورتوں کے خلاف تشدد کے واقعات میں تشویشناک اضافہ

سٹاف رپورٹر

اسلام آباد: عورت فاؤنڈیشن کے پالیسی ڈیٹا مانیٹر واؤلینس اگینسٹ وومن (پی ڈی ایم۔ وا) پروگرام نے جنوری سے جون 2011 کے دوران، پچھلے سال اسی دورانئے کے اعداد و شمار سے موازنہ کرتے ہوئے، عورتوں کے خلاف تشدد کے رپورٹ شدہ واقعات میں خطرناک اضافہ نوٹ کیا ہے انتہائی افسوس کا اظہار کرتے ہوئے اس تنظیم نے جو اعداد و شمار ظاہر کئے ہیں ان کے مطابق جنوری سے جون 2011 کے دوران عورتوں کے خلاف تشدد کے کل 4448 واقعات درج ہوئے جبکہ 2010 میں اسی دورانئے میں 4061 واقعات جو ٹھیک درج ہوئے۔

موجودہ سال کے پہلے چھ ماہ کے دوران عورتوں کے خلاف تشدد کے کل 4448 واقعات میں سے 3035 واقعات پنجاب میں درج ہوئے، 819 سندھ سے، 389 خیبر پختونخوا سے اور 133 بلوچستان سے جب کہ 72 واقعات اسلام آباد سے درج ہوئے۔ عورتوں کے خلاف تشدد کے ان واقعات کی فہرست میں ڈکیتی اور اغواء 1137 واقعات کے ساتھ موجودہ سال کے پہلے چھ ماہ کے دوران سرفہرست رہیں۔ اس دوران بہت سی وجوہات کی بناء پر عورتوں کے قتل کے 799 خطرناک واقعات (بشمول جائیداد کا تنازعہ، مردوں کا مزید شادیاں کرنا جس میں عزت کے نام پر جرم شامل نہیں) دوسرے نمبر پر رہے۔ نوجوانوں کے خودکشی کے واقعات میں ابھرتا ہوا اضافہ ایک اور خطرناک محرک ہے جو عورتوں کے لئے پرتشدد ماحول کی نشاندہی کرتا ہے۔ اس رپورٹنگ پیریڈ کے دوران 402 قیمتی جانوں نے خود ہی اپنی زندگیوں کا خاتمہ کرلیا۔

اگر پچھلے سال کے ٹھیک اسی دورانئے کے اعداد و شمار کا موازنہ کیا جائے تو خواتین کے خلاف تشدد کے رپورٹ شدہ واقعات میں مجموعی اضافے کے برخلاف صوبہ سندھ میں اس طرح کے واقعات میں کمی کا رجحان سامنے آیا ہے۔ ایسا اس حقیقت کی بناء پر بھی ہے کہ اس دورانیے کے دوران پرنٹ میڈیا نے اندرون سندھ لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کو ترجیحاً بہت زیادہ کوریج دی ہے۔ پچھلے سال اس مخصوص دورانیے (جنوری سے جون 2010 تک) میں 940 واقعات رپورٹ ہوئے تھے جبکہ موجودہ سال کے جنوری سے جون 2011 تک صوبہ سندھ کے 23 اضلاع میں 819 واقعات درج ہوئے جن میں عورتوں کو تشدد کا نشانہ بنایا گیا تھا۔

ان اعداد و شمار کو ذرائع ابلاغ اور متعلقہ اداروں کے سامنے لاتے ہوئے عورت فاؤنڈیشن اس عزم کا اظہار کرتی ہے کہ وہ پاکستان میں عورتوں کے خلاف تشدد کے لئے عدم تشدد پر مبنی معاشرے کی تشکیل کے لئے کام کرتی رہے گی۔ یہ اعداد و شمار ملک بھر کے تمام علاقوں اور زبانوں کے اخبارات سے لئے گئے تھے۔

پاکستان میں عورتوں کے خلاف تشدد کے مجموعی 4448 واقعات میں سے:

- ڈکیتی اور اغواء کے 1137 واقعات:
- قتل کے 799 واقعات:
- زیادتی/اجتماعی زیادتی کے 396 واقعات:
- خودکشی کے 402 واقعات:
- عزت کے نام پر قتل کے 382 واقعات:
- گھریلو تشدد کے 356 واقعات:
- جنسی طور پر ہراساں کرنے کے 57 واقعات:
- چولہا پھٹنے کے 16 واقعات:
- تیزاب پھینکنے کے 22 واقعات:

اسی طرح چاروں صوبوں اور اسلام آباد میں تشدد کے 881 مختلف واقعات (ونی سوارا، تحویل میں تشدد، سمگلنگ، بچپن کی شادی، تشدد، جنسی طور پر ہراساں کرنا، قتل عمد، زمین پر قبضہ، کام کی جگہ پر ہراساں کرنا وغیرہ) درج ہوئے۔

ڈکیتی اور اغوا کے واقعات تعداد اور فیصد کے لحاظ سے (1137 واقعات، 25.7 فیصد) سب سے اوپر ہیں۔ اسی طرح قتل 17.56 فیصد دوسرا بڑا جرم کے ساتھ رپورٹ ہوا۔ تاہم نوجوانوں کی طرف سے خودکشی کے ذریعے جانوں کا ضیاع 9.04 فیصد کے ساتھ نمودار ہوا ہے جس کی وجہ سے 400 متاثرین اپنی جانوں سے جاتے رہے۔

دیہات کی عورت معیشت کے لئے ریڑھ کی ہڈی ہے

اسلام آباد: ویمن پارلیمنٹری کاکس (ڈبلیو پی سی) نے 15 اکتوبر کو دیہی عورتوں کے پاکستانی قومی دن اور عالمی دن کے موقع پر دیہات کی معیشت کی بہتری اور تحفظ خوراک کیلئے دنیا میں دیہی عورتوں کے کردار کو شاندار خراج تحسین پیش کیا۔

ڈبلیو پی سی کے ایک بیان کے مطابق دیہی عورتوں کا دن دنیا کے تمام مردوں اور عورتوں کے لئے ایک خاص دن ہے کیونکہ یہ دن ہمیں یاد دلاتا ہے کہ تمام لوگوں کی خوراک کے حصول اور غربت میں کمی کے لئے دیہات کی عورت کتنی محنت کرتی ہے۔ اس لئے یہ دن تسلیم کراتا ہے کہ عورت کس طرح مستحکم ترقی اور دیہات اور بالآخر بڑے پیمانے پر پوری دنیا کی ترقی کے لئے اہم محرک بنتی ہے۔

بدقسمتی سے نصف سے زیادہ حصہ پر مشتمل دیہات کی عورتیں آج بھی جدید معاشرے کے فوائد سے محروم ہیں۔ مالی سہولیات، زرعی توسیع، تعلیم، صحت اور بنیادی انسانی حقوق تک انکی رسائی کو ہمیشہ نظر انداز کیا گیا، اگرچہ خوراک کی پیداوار اور قدرتی وسائل کی مینجمنٹ میں بھرپور کردار ادا کرنے کے باوجود، ان کی زمین کی ملکیت اور پیداواری ذرائع تک ان کی پہنچ بشمول ان کی مالی معاونت، فنی تعاون اور اس میں شرکت ہمیشہ سے ان کی خوشحالی کے لئے ایک بہت بڑی رکاوٹ بنی رہی ہے۔ پاکستان میں بدقسمتی سے روایتی سوچ کی وجہ سے عورت کی زمین و جائیداد کی ملکیت اور وراثت کے قانونی حقوق ہونے کے باوجود ان وسائل تک انکی پہنچ اور ان پر اُن کا اپنا کنٹرول محدود عورتوں کو حاصل ہے۔ ایک زرعی ملک ہونے کے ناطے پاکستان دیہات کی عورت کی طرف سے اس کی ترقی کے لئے مسلسل اہم کردار ادا کرنے کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ ان کے کردار کے اعزاز میں وزیر اعظم پاکستان نے 2010 میں دیہی عورتوں کے عالمی دن کو 'دیہی عورتوں کا قومی دن' قرار دے دیا۔

وومن پارلیمنٹری کاکس (ڈبلیو پی سی) پاکستان کی دیہات کی عورت کی سماجی اور معاشی صورتحال سے بخوبی آگاہ ہے۔ ڈبلیو پی سی عورت کی بہتری کی کوشش میں لگی ہوئی ہے اور ملک میں خواتین کی صورتحال کی بہتری کے لئے قانون سازی اور نرم پالیسیاں متعارف کرانے اور انہیں کام کی جگہ پر بہتر ماحول، اور پیداواری ذرائع کے ساتھ ہر سطح پر مواقعوں کی موجودگی اور ان تک آسان پہنچکے لئے کوشاں ہے۔ جس میں زمین کی ملکیت کے حقوق، حفظان صحت کی سہولیات، تعلیم، معاشی طور پر بہتر صورتحال کو یقینی بنانا اور صاف پانی اور حفظان صحت کی سہولیات شامل ہیں۔ 2010 اور 2011 کے سیلاب سے ہونے والی تباہی نے خواتین کی معاشی اور سماجی قدر و منزلت پر برے اثرات ڈالے ہیں۔ اس خوفناک تباہی کی وجہ سے خواتین کو جان و مال، مویشی، اور فصلات سے ہاتھ دھونا پڑا، بالخصوص صوبہ سندھ کے دیہی علاقوں کی عورت کو سب کچھ چھوڑنا پڑ گیا اور اس طرح وہ غریب سے غریب تر بن گئیں۔ وومن پارلیمنٹری کاکس (ڈبلیو پی سی) دیہی عورتوں کی ترقیاتی پالیسی پر نظرثانی کے لئے کوششیں کررہی ہے جس سے اس بات کو یقینی بنایا جائے گا کہ ان کے نقصانات کی پوری طرح سے تلافی ہو اور ان کے زمین کے حق ملکیت کو یقینی بنایا جاسکے۔

اداریہ

موجودہ قومی اسمبلی نے عورتوں کی بااختیاری کے حصول کے لئے چار اہم نوعیت کے بل منظور کئے۔ ان میں 'گھریلو تشدد (امتناع اور تحفظ) قانون 2009'، 'عورتوں کو ہراساں کرنے کیخلاف تحفظ کا بل 2010'، تیزاب پر کنٹرول اور تیزاب جرائم کی روک تھام کا بل 2010 اور حال ہی میں قومی اسمبلی سے منظور ہونیوالا خواتین دشمن رواجات کا امتناع (فوجداری قانون ترمیم) بل 2011۔ ان چاروں بلوں میں سے جائے ملازمت پر عورتوں کو ہراساں کرنے کیخلاف تحفظ کا بل 2010 کے علاوہ کوئی بل قانون کی حیثیت اختیار نہیں کرسکا۔ جب کہ باقی تین میں سے دو یا تو کہیں پر روک لئے گئے یا پھر پارلیمنٹ کے ایوان بالا سینٹ میں کہیں اٹک گئے ہیں۔ گھریلو تشدد کا بل بھی اسی طرح آکر رک گیا ہے کیونکہ سینٹ نے اسے آئین میں دی گئی تین ماہ کی مدت کے دوران منظور ہی نہیں کیا۔ اُس وقت یہ سمجھا گیا تھا کہ یہ بل دوبارہ دونوں ایوانوں کی مذاکراتی کمیٹی کی منظوری سے پھر پیش کیا جائیگا۔ مگر یہ سب اٹھارویں آئینی ترمیم سے پہلے کی صورتحال ہے۔

اٹھارویں ترمیم کے مطابق مقررہ مدت میں رہ جانے والے بل اور متنازعہ اور غیر حل شدہ معاملات پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس میں پیش کئے جانے چاہئیں۔ ترمیم کے اس حصے نے قانون سازی کے عمل میں رکاوٹ کھڑی کردی ہے بالخصوص عورتوں کے حقوق بارے قانون سازی کے حوالے سے کیونکہ مشترکہ اجلاس کا انعقاد کوئی آسان بات نہیں۔ ایک اور بڑی آئینی پیچیدگی جو کہ غیر حقیقی بھی ہے کہ اگر کوئی ایوان کوئی ترمیم متعارف کراتا ہے تو یہ پھر مشترکہ اجلاس کو بھیجی جائے گی۔ اس کا عملی مطلب یہ ہے کہ دونوں میں سے کوئی بھی ایوان علیحدہ کسی قانون میں کوئی ترمیم نہیں لاسکتا جب تک دوسرے ایوان سے منظوری نہ لے لے، اور اس کے لئے مشترکہ اجلاس کا انعقاد ضروری پڑ جاتا ہے اور کوئی بھی اس بات کو پسند نہیں کرے گا۔ خواتین دشمن رواجات کا امتناع (فوجداری قانون ترمیم) بل 2011 جو کہ حال ہی میں قومی اسمبلی سے منظور ہوا ہے اس کو بھی بالکل اسی صورتحال کا سامنا کرنا پڑ جائیگا جو کہ گھریلو تشدد بل کے ساتھ ہوا تھا۔

کیا محترم سینیٹرز مصلحت اندیشی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان ہزاروں عورتوں کی آواز پر کان دھریں گے یا پھر یہ دوبارہ سینٹ میں پیش ہوگا اور پھر سے سنا جائیگا جس میں ان عورتوں کے مسائل بھی پیش ہوں گے جن کو آج تک سنا نہیں گیا اور جو زمین کے حق ملکیت سے محروم ہیں صرف خودساختہ رسوم و رواج کی وجہ سے اور وہ زبردستی کی شادی کا شکار ہونے والی عورتوں کی مشکلات و تکالیف کو بھی دیکھیں گے اور ان عورتوں کی مجبوریوں کو جن کو ونی اور سوار کے نام پر بیچا جاتا ہے۔ ایوان بالا میں پہلے سے زیر التواء دو اہم قوانین کے حوالے سے سراپا احتجاج سول سوسائٹی کی تنظیمیں اور انسانی حقوق کے لئے متحرک کارکن اس بار بھی ایک مثبت اور صنفی حوالے سے منصفانہ رویے کی توقع رکھتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ سینٹ سے بھی اس بل کو منظوری ملے گی۔

عورت پبلیکیشن اینڈ انفارمیشن سروس فاؤنڈیشن

قانون سازی پر نظر

'قانون سازی پر نظر' عورت پبلیکیشن اینڈ انفارمیشن سروس فاؤنڈیشن کے لیجسلیٹو واچ پروگرام فار ویمنز امپاورمنٹ کی رسورس سروس کی طرف سے اسلام آباد سے تیار کیا جاتا ہے۔

ایڈوائزری بورڈ

آئی۔اے۔رحمان، طاہرہ عبداللہ، نعیم مرزا

ایڈیٹوریل بورڈ

وسیم واگھا، ثروت وزیر

آپکے خطوط، آراء اور تحریریں باعث خوشی ہونگی۔ رابطہ کیلئے:

عورت فاؤنڈیشن، مکان نمبر 12، سٹریٹ نمبر 12، F-7/2، اسلام آباد

فون: 051-2608956-8 ای میل: lwprs@af.org.pk

فیکس: 051-2608955 ویب سائٹ: www.af.org.pk

پرنٹنگ بشکریہ: ایم ایف اے، ناروے

پاکستان میں بیواؤں کی حالت

ڈاکٹر معصومہ حسن

بیوگی پاکستان میں باعث ندامت نہیں ہے، نہ ہی مذہب اور نہ ہی قانون کی رو سے ہے۔اسلام جو آبادی کی اکثریت کا مذہب ہے اس میں شادی کے بندھن کے ساتھ کوئی اٹوٹ تقدس وابستہ نہیں۔اسے دو افراد کے مابین ایک سماجی معاہدہ سمجھا جاتا ہے جسے ختم کیا جا سکتا ہے۔لہذا بعض دوسرے مذاہب میں موجود شادی سے وابستہ انتہائی درجے کی تقدیس یہاں بیوہ کو دھتکارنے یا خاوند کی موت کا ذمہ دار ٹھہرانے کا باعث نہیں بنتی۔ روایتی اعتبار سے بیواؤں کی دوبارہ شادی کی حوصلہ افزائی کی جاتی رہی ہے اور ایک بیوہ سے شادی کو ہمیشہ باعث عزت فعل سمجھا جاتا رہا ہے۔

پاکستان میں اب تک ہونے والی آخری مردم شماری (1998) کے مطابق 13 کروڑ 24 لاکھ نفوس کی آبادی میں شامل 6 کروڑ 90 لاکھ عورتیں تھیں جن میں بیواؤں کی تعداد 27 لاکھ تھی۔سب سے بڑی تعداد یعنی 179, 442 بیواؤں کا تعلق 75 سال یا اس سے زیادہ عمر کی حد سے تھا جس کے بعد 773, 416 کا تعلق 60 سے 64 اور 176, 326 کا تعلق 50 سے 54 سال کی حد سے تھا۔تاہم سال 2010 میں پاکستان کی آبادی کا تخمینہ 17 کروڑ افراد سے زائد کا لگایا گیا ہے لہذا بیواؤں کی تعداد میں بھی اضافہ ہوا ہے۔

معاونی اثرات

1973 کے دستور اور اس سے قبل کے تمام دساتیر کی رو سے ملکی قوانین عورتوں اور مردوں کے حقوق کی ضمانت دیتا ہے اور صنف کی بنیاد پر امتیاز کو خارج از امکان قرار دیا گیا ہے۔یہ ریاست کو عورتوں اور بچوں کے تحفظ کیلئے خصوصی قوانین بنانے اور قومی زندگی کے تمام شعبوں میں عورتوں کی بھرپور شمولیت کے علاوہ شادی، خاندان، ماں اور بچے کے تحفظ کیلئے خصوصی اقدامات کرنے کا اختیار دیتا ہے۔

ایک بیوہ کی کوئی اولاد نہ ہونے کی صورت میں خاوند کی جائیداد میں ایک چوتھائی اور اولاد ہونے کی صورت میں اسے وراثت کا آٹھواں حصہ ملتا ہے۔حکومت نے اپنے ملازمین کی بیواؤں کیلئے ہمدردانہ گنجائشیں رکھی ہیں۔حکومت کے کسی ملازم کے وفات پانے کی صورت میں اس کی بیوہ کو تاحیات پنشن دی جاتی ہے۔کم تنخواہوں کے حامل ملازمین کی بیواؤں کو بحالی کیلئے سرکاری بینوولنٹ فنڈ سے یکبارگی گرانٹ بھی ملتی ہے۔نجی شعبہ جو منافع کیلئے کام کرتا ہے وہاں ملازمین کی وفات کے بعد بیواؤں کی مدد کے امور سے متعلق کوئی طے شدہ عالمی ضوابط موجود نہیں تاہم غمگسارانہ مدد کی ثقافتی روایت کے پیش نظر چند قلیل مدتی گنجائشوں کی تیاری شائد ممکن ہے۔

1980 سے پاکستان میں سرکاری طور پر چلایا جانے والا زکوٰۃ کا نظام کام کر رہا ہے۔زکوٰۃ مسلمانوں پر عائد کیا جانے والا ٹیکس ہے جو اثاثہ جات کی 11 اقسام پر 2.5 فیصد کی شرح سے وصول کیا جاتا ہے۔ان رقوم کی بیواؤں، یتیموں اور دوسرے ضرورتمندوں کے علاوہ قدرتی آفات کے نتیجے میں بے گھر ہونے والوں کی مدد کیلئے استعمال کیا جاتا ہے۔یہ فنڈ ریاست وصول کرتی ہے اور اس کی تقسیم کی ذمہ داری صوبائی زکوٰۃ کمیٹیوں کے ذریعے صوبوں پر عائد کی گئی ہے۔یہ کمیٹیاں مقامی آبادیوں کی سطح پر کام کرتی ہیں اور گذارہ الاؤنس تقسیم کرتی ہیں جس کیلئے بیوائیں بھی مستحق ہیں۔

1992 میں قائم کیا گیا پاکستان بیت المال بیواؤں، یتیموں، ناداروں اور مریضوں کے علاوہ تعلیم، صحت اور خود روزگاری جیسے فلاحی منصوبوں کیلئے مالی اعانت بہم پہنچاتا ہے۔حکومت نے بیواؤں، پنشنروں اور بزرگ شہریوں کیلئے خصوصی بچت سرٹیفیکیٹ بھی جاری کر رکھے ہیں۔عورتوں کی بچت اور سرمایہ کاری کیلئے حوصلہ افزائی کی خاطر فرسٹ ویمن بینک قائم کرنے کے علاوہ خوشحالی بینک بھی قائم کیا گیا ہے جو چھوٹے قرضوں کی پیشکش کرتا ہے اور اس کے صارفین میں بہت سی عورتیں شامل ہیں۔

پاکستان میں کی جانی والی نجی سماجی سرمایہ کاری (غمگسارانہ مدد) کی سطح دنیا میں بلند ترین ہے۔ایک اندازے کے مطابق پاکستان میں سالانہ 100 سے 120 ارب روپے نجی طور پر سماجی بہبود کیلئے عطیہ کئے جاتے ہیں اور یہ رقم پاکستان کے جی ڈی پی کا 2 فیصد بنتی ہے۔یہ رقم غیر معمولی ہے کیونکہ پاکستان ایک غریب ملک ہے۔پاکستان میں رضاکاریت کی شرح عالمی شرح کے مقابلے میں دوگنی ہے۔روایتی اعتبار سے غمگسارانہ مدد کی مستحق بیواؤں اور یتیموں کی اعانت کو نیکی کے کام کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔

عورتوں کے مرتبے کے حوالے سے پاکستان میں بڑا علاقائی تفاوت پایا جاتا ہے اور یہی بات بیواؤں پر بھی صادق آتی ہے۔گذشتہ دو تین عشروں میں عورتوں نے معاشی اور سیاسی میدانوں میں زبردست موجودگی دکھائی ہے۔عورتوں بشمول بیواؤں میں خود انحصاری کی ایک علامت عورتوں کی سربراہی میں چلنے والے گھرانوں کی تعداد میں ہونے والا اضافہ ہے۔شہری علاقوں میں عورتوں کی سربراہی میں گھرانوں کی تعداد میں اضافہ پھلتے پھولتے غیر روایتی شعبے کی وجہ سے ہے جس میں کام کرنے اور حصہ ڈالنے والوں میں عورتوں کی اکثریت ہے۔

آبادیوں کے شہری رنگ اختیار کرنے کے بڑھتے ہوئے عمل اور خواتین کی شرح خواندگی میں اضافے کی بدولت تنہا رہنے والی خواتین جن میں بیوائیں بھی شامل ہیں ان کیلئے گذر بسر اور روزی کمانے کی گنجائش اور مواقع میں بھی اضافہ کیا ہے۔آبادی کی زیادہ تعداد کے شہری ہونے کے عمل نے کئی رکاوٹوں کو دور کر دیا ہے۔پاکستان اکنامک سروے 10-2009 کے مطابق پاکستان جنوبی ایشیا میں سب سے زیادہ تناسب سے شہری آبادی کا حامل ملک ہے۔اس کی شہری آبادی 36 فیصد ہے تاہم بعض دوسرے ترقیاتی اشاریوں کی بنیاد پر ماہرین اسے 40 فیصد سے زائد قرار دیتے ہیں۔

1998 کی مردم شماری کے مطابق پاکستان میں مجموعی خواندگی نسواں کی شرح (10 سال یا اس سے زیادہ کی تعلیم) 32 فیصد تھی اور حالیہ طور پر اس کا تخمینہ 45 فیصد لگایا جا رہا ہے۔شہری اور دیہی علاقوں میں خواندگی نسوں کی شرح میں بہت زیادہ فرق ہے۔کراچی جیسے بڑے شہروں (جس کی آبادی کا تخمینہ ایک کروڑ 60 لاکھ ہے) میں 15 سے 24 سال کی عمروں کے مابین مردوں اور خواتین کی شرح خواندگی میں زیادہ فرق نہیں (دونوں کی شرح 70 فیصد سے زائد ہے)۔دوسری جانب خواندگی نسواں اور تعلیمی سہولتوں تک خواتین کی رسائی کے حوالے سے بہت بڑا علاقائی تفاوت پایا جاتا ہے۔تاہم تمام تعلیمی سطحوں پر خواتین کے داخلہ لینے کے عمل ترقیاتی اشاریوں کے حوالے سے اہم ہے۔

منفی عوامل

اوپر دیئے گئے قانونی اور دستوری پیمانوں کے مثبت پہلوؤں کے باوجود پاکستان میں بیوگی خواتین کیلئے انتہائی مصیبت کی حالت ہوتی ہے۔مقامی استعارے میں بات کی جائے تو ایک خاتون کے بیوہ ہو جانے پر وہ محسوس کرتی ہے کہ اس کے سر سے تحفظ کی چادر اتر گئی ہے اور اسے محتاجی تھوپ دی گئی۔ بیواؤں کی بقا کے حوالے سے زیادہ تر جن مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے وہ غربت سے جڑے ہیں اور غریبوں کی دو تہائی تعداد دیہی علاقوں میں رہتی ہے۔اثاثہ جات نہ ہونے کی صورت میں انہیں مضبوط مردانہ ثقافتی پس منظر میں خصوصاً دیہی علاقوں میں حق تلفی کا نشانہ بنایا جا سکتا ہے اور وہ سماجی و ثقافتی تعصّبات کے علاوہ زیادتی کا نشانہ بھی بنتی ہیں۔

کسی بھی حکومت نے بیواؤں کے حوالے سے مخصوص مسائل پر توجہ نہیں دی اور ان کی حالت بہتر بنانے کیلئے خصوصی پالیسی اقدام نہیں اٹھایا گیا۔ بیواؤں کو درپیش معاملات کو عمومی طور پر عورتوں کو درپیش معاملات کے تناظر میں رہ کر دیکھا گیا۔1980 کی دہائی میں متعارف ہونے والی خواتین کے خلاف امتیازی قانون سازی نے قدامت پرست قوتوں کے ہاتھ مضبوط کئے اور اس سے برداشت کا ماحول تحلیل ہو کر رہ گیا۔عورتوں اور شہریوں کے حقوق کیلئے سرگرم کارکنوں اور پیشہ ورانہ تنظیموں نے ان قوانین کی منسوخی کیلئے بھرپور مہم چلائی۔

بیواؤں کی آزادانہ طور پر بقائے حیات اور روزی کے حصول کا انحصار اس علاقے میں سماجی اور اقتصادی ترقی کی سطح پر ہے جہاں وہ رہتی ہیں۔البتہ چند مستثنیات ہمیشہ موجود رہتی ہیں۔تعلیم اعتماد کا باعث بنتی ہے تاہم گھر کے تحفظ کو چھوڑ کر باہر نکلنے میں ایک بیوہ کیلئے شائد سب سے اہم پہلو محفوظ اور باکفایت ٹرانسپورٹ کی دستیابی ہے۔

تنہا عورتوں بشمول بیواؤں کو اپنے خاندان اور زیر کفالت افراد کے امور سنبھالنے پڑتے ہے جب مرد دوسرے علاقوں میں ہجرت کر جائیں یا انہیں طلاق، ترک کر دیئے جانے اور یا جنگ، آفات اور طبعی عوامل کی وجہ سے ان کے شوہر وفات پا جائیں۔جن کے پاس زمین کی ملکیت یا دوسرے پیداواری اثاثے نہ ہونے کی صورت میں انہیں قرض کی سہولت تک دسترس نہیں ہوتی یا خود روزگاری کے حصول کیلئے درکار ہنر ان کے پاس نہیں ہوتا۔مقامی آبادیوں میں کام کرنے والی تنظیموں کو یہ ادراک بہت پہلے ہو گیا تھا کہ ان عورتوں کو اپنی معاشی بقا کیلئے کاروبار کرنے کی غرض سے ایسی بہت قلیل رقم کی ضرورت ہوتی ہے جس کے ساتھ کسی طرح کی ضمانت بھرنے کی شرط عائد نہ ہو۔پاکستان میں اس وقت بیسیوں ایسی تنظیمیں موجود ہیں جو اب اس طرح کی چھوٹی رقوم مہیا کرتی ہیں۔غریب ترین عورتوں کیلئے روایتی اداروں جیسا کہ فرسٹ ویمن بینک اور خوشحالی بینک کے ذریعے دستیاب اس سہولت تک رسائی میں غربت اب بھی مانع آتی ہے۔

عورتوں بشمول بیواؤں کو اجرت کے طور پر ملنے والا معاوضہ بھی منصفانہ نہیں ہوتا اس کے باوجود کہ عورتوں کے حقوق کی تنظیمیں ان کے کام کو روائتی شعبے جیسی اہمیت دینے کیلئے کاوشیں کرتی چلی آئی ہیں۔دیہی علاقوں میں وہ فصلوں اور مال مویشیوں کی دیکھ بھال اور کٹائی کی سرگرمیوں پر طویل وقت صرف کرتی ہیں۔تاہم زمین، کھاد اور بیج، ٹیکنالوجی اور معاونی خدمات جیسا کہ قرضہ، تربیت اور منڈی وغیرہ تک رسائی بھی ان عورتوں کیلئے محدود ہوتی ہے۔شہری علاقوں میں نقل و حرکت اور منڈیوں تک کمتر رسائی کی وجہ سے انہیں مرد کارکنوں کے مقابلے میں کم معاوضہ دیا جاتا ہے۔

پاکستان میں غمگسارانہ مدد کی سطح اگرچہ بہت سوں کیلئے حیرت کا باعث ہوتی ہے تاہم ان رقوم کی تقسیم اور حاصل ہونے والی بڑی رقوم کا استعمال غیر متعین اور غیر مربوط ہوتا ہے۔زیادہ تر ایسی کاوشیں افراد کے مابین نجی ترسیلات پر مبنی ہوتی ہیں۔تھوڑی سی کوشش سے سالانہ عطیہ کی جانے والی بڑی رقوم کے ایک حصے کا استعمال متعین ترجیحات کیلئے اور بیواؤں کی فلاح کیلئے مخصوص پروگراموں کیلئے رسمی طریقے سے مختص کیا جا سکتا ہے۔

قدرتی آفات

دوسرا کوئی بھی واحد واقعہ پاکستان میں بیوگی کے مسائل میں 8 اکتوبر 2005 کے زلزلے کی طرح ڈرامائی اضافے کا باعث نہیں بنا۔ ریکٹر سکیل پر 7.6 کی شدت سے ریکارڈ کیئے جانے والے اس زلزلے نے ہولناک تباہی پھیلائی۔سرکاری طور پر دیئے گئے اعداد و شمار کے مطابق 79000 افراد ہلاک ہوئے تاہم غیر سرکاری اعداد و شمار کے مطابق مرنے والوں کی تعداد 300,000 افراد رہی۔ زیادہ تر اموات خواتین اور بچوں کی ہوئیں۔اعداد و شمار کے مطابق 66,000 خواتین بیوہ ہو گئیں اور 40 لاکھ افراد بے گھری کا شکار ہو گئے۔بعض خواتین نے محض اپنے شوہر ہی نہیں بلکہ بچے، زمین، گھر اور ذرائع آمدن بھی کھو دیئے۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ قدرتی آفات کے نتیجے میں سب سے ہولناک تباہی سماجی مدد کے مربوط نظاموں اور رشتوں کے عنقا ہو جانے کی صورت میں سامنے آتی ہے۔ بیواؤں کو عمومی طور پر وسیع خاندان میں سمو لیا جاتا ہے لیکن اکیلے زندگی بسر کرنے والوں کو نئے اور ان دیکھے چیلنجوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔تحفظ ان کی زندگی کا سب سے بڑا مسئلہ بن جاتا ہے۔

اندرون ملک بے گھری اور شدت پسندی کے خلاف لڑائی

شدت پسندی اور تشدد کے خلاف لڑائی میں پاکستان مرکزی حیثیت کا حامل رہا ہے جس کا نتیجہ ہزاروں شہریوں کی ہلاکت اور زخمی ہونے کی صورت میں نکلا ہے۔شدت پسندوں کی طرف سے کیئے گئے خودکش حملوں اور عسکریت پسندی کی دوسری شکلوں کے نتیجے میں بیوگی سے دو چار ہوئیں۔ وادئ سوات میں شدت پسندی کے خلاف فوجی اقدام کی وجہ سے تمام آبادی کو علاقے سے انخلا کرنا پڑا اور اندرون ملک بے گھری کے شکار ان لوگوں کو عارضی خیمہ بستیوں اور جہاں بھی ممکن ہو سکا وہاں قیام پر مجبور ہونا پڑا۔عورتیں اور بچے جو اپنا دفاع نہیں کر سکتے اس صورت حال سے سب سے زیادہ متاثر ہوئے کیونکہ انہیں خوراک، روزمرہ ضروریات اور طبی سہولتوں تک رسائی کیلئے نکلنا دشوار تر تھا۔وادئ سوات کے بے گھر لوگ آخرکار گھروں کو لوٹ گئے تاہم مصائب کی یہ صورت ہر اس جگہ دوہرائی جاتی رہے گی جہاں جہاں فوج دہشت گردوں کے خلاف کارروائی کرے گی۔

بقیہ اگلے صفحے پر

عورت فاؤنڈیشن سٹاف اورسول سوسائٹی اراکین لاہور میں بیگم نصرت بھٹو کیلئے دعائیہ تقریب کے دوران۔(بائیں) عورت فاؤنڈیشن کراچی کا وفد گڑھی خدا بخش میں فاتحہ خوانی کرتے ہوئے۔

بیگم نصرت بھٹو کی زندگی اور جدو جہد کو سراہا گیا

اسلام آباد: عورت فاؤنڈیشن نے بروز جمعرات 27اکتوبر 2010 بیگم نصرت بھٹو جمہوریت اور خواتین کی خودمختاری کیلئے کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے ایک تعزیتی ریفرنس کا اہتمام کیا۔

اس موقع پر محترمہ طاہرہ عبداللہ نے اپنے خطاب میں نصرت بھٹو کی بطور چیرپرسن ہلال احمر خدمات کی یاد دلائی۔ انہوں نے بڑے عرصے تک بطور چیرپرسن ملک کا وقار بلند کرنے میں اہم خدمات سر انجام دیں۔ نعیم مرزا چیف آپریٹنگ آفیسر عورت فاؤنڈیشن نے اپنے افتتاحی کلمات میں کہا کہ بیگم نصرت بھٹو نے ضیاء الحق کی بربریت اور اس کے مکروہ عزائم کے سامنے شدید مزاحمت کی۔ انہوں نے ایک آمر کی طرف سے ذوالفقار علی بھٹو کو مٹانے کے منصوبے کو نظریاتی اور سیاسی طور پر خاک میں ملا دیا۔

محترمہ رخشندہ پروین نے کہا ”اس وقت شدید ضرورت ہے کہ ہم اپنی نئی نسل کو اپنے رہنماؤں اور تاریخ شخصیات، جس طرح بیگم نصرت بھٹو، کے بارے میں بتائیں جنھوں نے پاکستان کی خاطر بڑی قربانیاں دیں اور نمایاں کردار ادا کیا“۔

محترمہ کشور ناہید نے بیگم نصرت بھٹو کو خراج تحسین پیش کرنے کیلئے اپنی نظم 'تیرے جیسی ماں' پڑھ کر سنائی۔ دوسرے مقررین میں محترمہ ریحانہ ہاشمی، سنیٹر جناب بابر اعوان، جناب زمرد خان (چیرپرسن بیت المال)، سینیٹر محترمہ سعیدہ اقبال (پی پی پی)، سینیٹر محترمہ فرحت عباس سید (بیگم مرحوم سید قمر عباس)، محترمہ نرگس فیض ملک ممبر قومی اسمبلی اور صدر وومن ونگ ضلع اسلام آباد، محترمہ نسرین اظہر (ممبر این سی ایس ڈبلیو)، سینیٹر بیگم ثریا امیر الدین، ایڈووکیٹ شاہ خاور (سابق ڈپٹی اٹارنی جنرل آف پاکستان) اور محترمہ ماروی سرمد (ہیومن رائٹ ایکٹی وسٹ) شامل تھے۔

کراچی: عورت فاؤنڈیشن کراچی نے 25اکتوبر2011 کو بیگم نصرت بھٹو کی وفات پر فاتحہ خوانی کے لئے اپنے سٹاف کا وفد نوڈیرو بھیجا۔ اس وفد میں مہناز رحمان ریزیڈنٹ ڈائریکٹر، شیریں اعجاز ریجنل کوآرڈینیٹر پی ڈی ایم (وی اے ڈبلیو)، روبینہ بروہی ریجنل کوارڈینیٹر ایل ڈبلیو پی ڈبلیو ای اور منیزہ خان پروگرام آفیسر ایم اینڈ ای (جی ای پی)۔ سٹاف نے سب سے پہلے بیگم نصرت بھٹو کے مزار پر فاتحہ خوانی کی اور بعد میں وہ نوڈیرو تشریف لے گئے جہاں پر انہوں نے صدر پاکستان آصف علی زرداری اور انکے تین بچوں بلاول، بختاور اور آصفہ سے ملاقات کی۔

لاہور: عورت فاؤنڈیشن لاہور نے 26اکتوبر2011 کو پنجاب اسمبلی کی عمارت کے ساتھ چیرنگ کراس پر بیگم نصرت بھٹو کی طرف سے جمہوریت اور خواتین کی خودمختاری کیلئے کی گئی جدوجہد کو خراج تحسین پیش کرنے کیلئے موم بتیاں جلانے کا اہتمام کیا۔ اس تقریب میں محترمہ فائزہ ملک ایم پی اے (پی پی پی) ایڈوائزر گورنر پنجاب، محترمہ تسنیم چوہدری جنرل سیکرٹری پی پی پی اور سول سوسائٹی کے نمائندگان کے ساتھ ساتھ خواتین اراکین پالیمنٹ اور سیاسی جماعتوں کے کارکنوں اور ذرائع ابلاغ کے نمائندوں نے شرکت کی۔

بیگم ثریا امیر الدین، زمرد خان، سینیٹر بابر اعوان، نسرین اظہر، طاہرہ عبداللہ اور کشور ناہید بیگم نصرت بھٹو کیلئے تعزیزی اجلاس میں

پاکستان میں بیواؤں کی حالت

بقیہ صفحہ 6 سے

معاونی قانونی اقدامات

پارلیمنٹ میں قومی اسمبلی کی سپیکر سمیت خواتین اراکین کی تعداد میں اضافہ پاکستان میں خواتین کیلئے ایک بڑی اخلاقی حوصلہ افزائی ہے۔ پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں مخصوص نشستوں اور براہ راست انتخابات میں کامیابی کے ذریعے آنے والی خواتین کی تعداد کا 25فیصد (یا اس سے زیادہ) بنتی ہے۔

گذشتہ چند برسوں میں حکومت نے صنفی برابری کے فروغ اور خواتین کو تحفظ بہم پہنچانے کے حوالے سے مثبت قانون سازی کی ہے جس سے بیواؤں کو بھی فائدہ پہنچا ہے۔

"غیرت کے نام پر قتل کے خلاف فوجداری قانون (ترمیمی) ایکٹ 2004، بیواؤں کا بھی احاطہ کرتا ہے۔ یہ قانون حقوق نسواں کے سرگرم کارکنوں اور خواتین اراکین پارلیمنٹ کی طویل جدو جہد کا نتیجہ تھا۔ اس کے ذریعے غیرت کے نام پر قتل کو قتل کے برابر اور تعزیراتی سزاؤں کا مستوجب قرار دیتا ہے تاہم اسے عورتوں کے حقوق کے گروپوں کی جانب سے تنقید کا نشانہ بنایا گیا کیونکہ اس میں مستثنیات، بخشش اور راضی نامے کی گنجائشیں موجود ہیں۔

"تحفظ نسواں (فوجداری قانون ترمیمی) ایکٹ 2006 کا اعلان حدود آرڈیننس میں ترمیم کیلئے کیا گیا تھا اور یہ اقدام خواتین کو امتیازی اور غیر منصفانہ شقوں سے کسی حد تک تحفظ مہیا کرتا ہے۔ عصمت دری اور بعض دوسرے جرائم کا نشانہ بننے والوں کو یہ ریلیف دیا گیا ہے تاہم بہت سے امتیازی پہلو بدستور باقی ہیں۔

" فوجداری قانون (ترمیمی) ایکٹ 2009، نے جنسی طور پر ہراساں کرنے کو مجرمانہ فعل قرار دیتے ہوئے خواتین کو حراساں کئے جانے کی مختلف صورتوں بشمول تحریری، زبانی اور جسمانی طور پر ہراساں کئے جانے، فحش حرکات وسکنات اور خلوت میں مداخلت کے خلاف تحفظ مہیا کرتا ہے۔ یہ قانون سرکاری یا نجی مقامات پر حراساں کئے جانے کی ان تمام صورتوں کو قید اور جرمانے کے مختلف مدارج کیلئے واجب السزا بناتا ہے۔

"جائے ملازمت پر ہراساں کئے جانے کے خلاف تحفظ کا ایکٹ 2010 عورتوں کو ان کی ملازمت کے مقام پر ہراساں کئے جانے کے خلاف تحفظ مہیا کرتا ہے۔ اس میں ملازمین کی وسیع تعریف کی گئی ہے جس میں باقاعدہ، معاہدہ پر، ہفتہ وار، ماہانہ یا گھنٹوں کی بنیاد پر ملازمت کو شامل کیا گیا ہے اور یہ انٹرن یا زیر تربیت ملازمت کا بھی احاطہ کرتی ہے۔ یہ خواتین کو مختلف شعبوں جن میں بھٹہ خشت، زراعت، صنعت، منڈی اور گھر شامل ہیں وہاں عورتوں کو تحفظ فراہم کیا گیا ہے۔ یہ قانون ملازمت دہندہ کی بھی سرکاری اور نجی شعبوں میں وسیع تعریف کرتا ہے اور حراساں کئے جانے اور جائے ملازمت کو بھی واضح تعریف میں شامل کیا گیا ہے۔ اس میں بڑی اور چھوٹی سزاؤں کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔

خواتین پر تیزاب پھینکنے کے خلاف بل، تیزاب پر کنٹرول اور تیزاب جرائم کی روک تھام کا بل 2009 مختلف سیاسی جماعتوں سے تعلق رکھنے والی 4 خواتین اراکین پارلیمنٹ کی جانب سے پیش کیا گیا۔ یہ بل ابھی قانون میں ڈھلنے کا منتظر ہے۔

روزی میں معاونت

حکومت کی جانب سے حالیہ طور پر اٹھایا جانے والا بڑا اقدم بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام ہے جس کا مقصد غربت میں کمی اور معاشی طور پر خود انحصاری کے ذریعے عورتوں کو با اختیار بنانا ہے۔ سال 2009-10 کے دوران اس پروگرام کے ذریعے 30لاکھ خاندانوں کو 1000 روپے فی کس ماہانہ امداد تقسیم کی گئی۔ یہ پروگرام اس وقت کثیر جہتی شکل اختیار کر چکا ہے جس میں ہیلتھ انشورنس اور ہنر مندانہ تربیت بھی شامل ہے۔ یہ پروگرام قدرتی آفات، اندرون ملک بے گھر افراد، لڑائی سے متاثرہ علاقوں میں لوگوں کی مدد، بم دھماکوں اور خودکش حملوں کے شکار لوگوں کو بھی مدد بہم پہنچاتا ہے۔ بیوائیں اس پروگرام کے تمام پہلوؤں سے مستفید ہوتی ہیں۔

(مضمون نگار حکومت پاکستان کی سابق کابینہ سیکرٹری اور سابق سفیر پاکستان ہیں۔ وہ عورت فاؤنڈیشن کی بورڈ آف گورنرز کی رکن اور خزانچی ہیں)

(بائیں سے) شبینہ ایاز، ستارہ ایاز، کرامت اللہ چترمتی، انیس ہارون اور زبیدہ خاتون پشاور میں مشاورت کے دوران

نثار احمد کھوڑو کراچی مشاورت سے خطاب کرتے ہوئے۔(بائیں سے) توقیر فاطمہ بھٹو، شرمیلا فاروقی اور شیریں اعجاز

صوبائی مشاورتی اجلاس میں گھریلو تشدد کے بل پر بحث کی گئی

کراچی: عورت فاؤنڈیشن کے پالیسی اینڈ ڈیٹا مانیٹر پروگرام آن وائلینس اگینسٹ وومن (پی ڈی ایم وی اے ڈبلیو۔وا) کراچی نے اٹھارویں ترمیم کے بعد گھریلو تشدد بل کی چارتر جیحات پر غوروخوض کرنے کے لئے صوبائی سطح پر مشاورت کا اہتمام کیا۔ یہ مشاورتی میٹنگ 13 اکتوبر کو میریٹ ہوٹل میں منعقد ہوئی۔ اس مشاوتی اجلاس کی صدارت سپیکر سندھ اسمبلی جناب نثار احمد کھوڑو نے کی۔ انکے علاوہ اراکین اسمبلی محترمہ توقیر فاطمہ بھٹو صوبائی وزیر برائے ترقی نسواں اور محترمہ شرمیلا فاروقی مشیر وزیراعلیٰ سندھ، محترمہ انیس ہارون چیرپرسن نیشنل قومی کمیشن برائے وقارنسواں (این سی ایس ڈبلیو)، محترمہ شیریں اعجاز ریجنل کوآرڈینیٹر پی ڈی ایم۔وا نے بھی شرکت کی۔

پشاور: عورت فاؤنڈیشن نے گھریلو تشدد بل پر قومی کمیشن برائے وقارنسواں کے ساتھ اشتراک کرکے 21 ستمبر 2011 کو پی سی ہوٹل پشاور میں ایک صوبائی سطح کی بات چیت کا اہتمام کیا، محترم کرامت اللہ چترمتی سپیکر خیبر پختونخواہ اسمبلی نے اس تقریب کی صدارت کی۔ محترمہ ستارہ ایاز صوبائی وزیر برائے سماجی فلاح اور ترقی نسواں اس موقع پر مہمان خصوصی تھیں۔

ماہرین قانون محترمہ ملیحہ ضیاء اور محترمہ رفعت بٹ نے اس موقع پر گھریلو تشدد بل پر تفصیلی بات چیت کی۔ اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے محترمہ انیس ہارون چیرپرسن قومی کمیشن برائے وقارنسواں کا کہنا تھا کہ اٹھارویں ترمیم کے بعد گھریلو تشدد بل ایک صوبائی موضوع بن چکا ہے اور سول سوسائٹی امید رکھتی ہے کہ صوبائی حکومتیں اس بل کو اسمبلیوں کے فلور پر لائیں گی اور اسے منظور کروائیں گی۔ محترمہ ستارہ ایاز نے کہا کہ مرد ممبران صوبائی اسمبلیوں کو بھی اس بل کو منظور کروانے میں بھرپور حمایت کرنا چاہیئے۔

فضہ گیلانی نے عورت فاؤنڈیشن کا دورہ کیا

سیدہ فضہ بتول گیلانی، خیرسگالی سفیر برائے پاکستان، نے 21 اکتوبر 2011 کو عورت فاؤنڈیشن کے آفس کا دورہ کیا۔ اس موقع پر ان کے ہمراہ محترمہ شہناز وزیر علی مشیر وزیر اعظم برائے سماجی معاملات، محترمہ فوزیہ ثناء ایڈیشنل سیکرٹری منسٹری آف فارن افیئرز (پرائم منسٹر سیکرٹریٹ)، محترمہ بشریٰ علی ذوالقرنین ممبر این سی ایس ڈبلیو، محترمہ گلفرین ساجد، محترمہ تانیہ خواجہ (آفرین این جی او)، جناب نعیم مرزا چیف آپریٹنگ آفیسر عورت فاؤنڈیشن، جناب یونس خالد ڈائریکٹر ایس پی/ایم ای، محترمہ سیمی کمال چیف آف پارٹی جی ای پی، محترمہ ابتسام حسن قیصرانی کوارڈینیٹر این اے ایف/جی ای پی اور چار نیشنل کوآرڈینیٹرز محترمہ نیئر شبانہ، محترمہ ربیعہ شاہ، محترم عاصم ملک، وسیم واہگہ اور محترمہ بشریٰ جعفر ڈپٹی چیف آف پارٹی (جی ای پی) نے سیدہ فضہ بتول گیلانی کو عورت فاؤنڈیشن کے مختلف پروگراموں بشمول صنفی برابری پروگرام سمیت دوسرے خواتین کے اہم ایشوز بارے بریفنگ دی۔

سیدہ فضہ گیلانی عورت فاؤنڈیشن اسلام آباد میں

(بائیں سے) قیصر بنگالی، مہناز رحمان اور روبینہ بروہی مشاورت کے دوران

عورتیں اور تحفظِ خوراک کا مسئلہ

لیجسلیٹو واچ پروگرام فار ویمن زایمپاورمنٹ نے 14 اگست 2011 کو میریٹ ہوٹل میں عورتیں اور تحفظِ خوراک پر صوبائی مشاورت کا اہتمام کیا۔ جناب قیصر بنگالی معیشت دان اور ایگزیکٹو ایڈوائزر ٹو چیف منسٹر سندھ نے کہا کہ صحت، ٹرانسپورٹ اور تعلیم برابر اہمیت کے مسائل ہیں جو غربت کی وجہ بنتے ہیں۔ مہناز رحمان ریذیڈینٹ ڈائریکٹر عورت فاؤنڈیشن نے اس موقع پر کہا کہ عورت فاؤنڈیشن نے سب سے پہلے کسان عورتوں کا مسئلہ اٹھا تھا اور اس سلسلے میں ہاری خواتین کے ساتھ کانفرنس کا اہتمام کیا تھا۔

'کراچی میں قتل بند کرو' ریلی

اسلام آباد میں 19 اگست 2011 کو نیشنل پریس کلب کے سامنے اسلام آباد اور راولپنڈی کے شہریوں سمیت انسانی حقوق اتحاد کے کارکنوں، بزرگ شہری، سیاسی جماعتوں کے کارکنوں نے کراچی میں ٹارگٹ کلنگ کی مذمت کرنے کے لئے 'سٹاپ کلنگ ان کراچی' ریلی کا انعقاد کیا۔ اس موقع پر شرکاء کا کہنا تھا کہ کراچی کی صورتحال پوری قوم سے متقاضی ہے کہ سب ایک ساتھ اٹھ کھڑے ہوں اور کہیں کہ 'بس بہت ہو گیا، ہم اسے مزید برداشت نہیں کر سکتے'، 'اگر اسے ہم نہیں روکتے تو پھر ہم خود بھی نہیں بچ پائیں گے'۔ انہوں نے اس خوف کا اظہار بھی کیا کہ کراچی میں جاری تشدد کو اگر نہ روکا گیا اور اگر ہم سارے اس کے خلاف کھڑے نہ ہوئے کہ امن یقینی بنائی جا سکے تو پھر یہ آگ پورے پاکستان میں پھیل جائے گی جس کا مطلب ہے کہ ہمارا آنیوالا کل کراچی جیسا ہو گا۔